جنگِ ستمبر

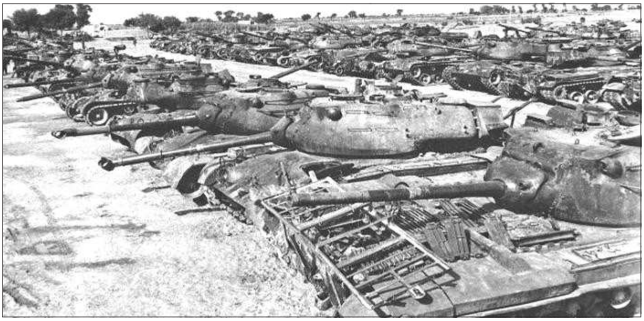

محمد بشیر ہرل

جنگِ ستمبر ۶۵ء

(گاہے گاہے باز خواں، ایں قصّہٴ پارینہ را)

پسِ منظر

۱۹۴۷ء تقسیمِ ہند کے وقت باؤنڈری کمیشن کے ریڈ کلف ایوارڈ میں پنجاب میں گورداسپور کی تین تحصیلیں بھارت میں شامل کر کے بھارت کو جموں تک راستہ دے دیا گیا اور ریاست کشمیر کے الحاق کا فیصلہ ہندو مہاراجہ پر چھوڑ دیا گیا جو لیت و لعل کرتا رہا۔

اکتوبر ۱۹۴۷ کشمیری مسلمانوں نے الحاق کی تحریک شروع کی تو اکتوبر ۴۷ میں قبائلی مجاہدین نے جہادِ کشمیر کا آغاز کر دیا اور سری نگر کے قریب بارہ مولا تک پہنچ گئے۔ مہاراجہ خوفزدہ ہو کر جموں بھاگ گیا اور راتوں رات بھارت کے ساتھ مشروط الحاق کی تحریر پر دستخط کر دئے۔ بھارت نے راتوں رات ہوائی راستہ سے بھارتی افواج سری نگر پہنچا دیں اور مجاہدین کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔

کنٹرول لائن بھارت بھاگا بھاگا اقوام متحدہ پہنچا تو اقوامِ متحدہ نے مداخلت کر کے جنگ بندی کروادی، جہاں جہاں دونوں فوجیں تھیں اس جگہ کو کنٹرول لائن قرار دے کر اپنے مبصر تعینات کر دیے اور کشمیر میں استصواب رائے کا اہتمام کرنے کا حکم دے دیا۔

بدعہدی بھارت نے اقوام متحدہ کے حکم کی تعمیل میں اپنی افواج کشمیر سے واپس بلانے کی بجائے وہیں تعینات رکھیں جس سے مجاہدین آزادی کے ساتھ جھڑپیں ایک معمول بن گئیں۔

۱۹۵۳ء مقبوضہ کشمیر کے وزیرِ اعلیٰ شیخ عبداللہ نے جو نہرو کا ذاتی دوست بھی تھا، تحریک آزادی بڑھتی دیکھی تو استصواب کا انتظام کرنے کی تجویز

دے دی۔ اس پر شیخ عبداللہ کو نظر بند کر دیا گیا اور ان کے مخالف سیاستدان کو نیا کٹھ پتلی وزیرِ اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔

۱۹۵۵ء امریکہ اور روس دونوں سپر پاورز کے اثر ورسوخ سے آزادی کا تصور لے کر بندونگ میں غیر جانبدار ممالک کی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بھارت کی شرکت نے اس کے غبارے میں ہوا بھر دی۔

۱۹۶۲ء چین کے ساتھ سرحدی تنازعہ میں ہندوستان کو شرمناک شکست ہوئی۔ اس جھڑپ کے دوران ایوب خان کو اشارتاً حملہ کا مشورہ دیا گیا جس سے کشمیر اس وقت بآسانی آزاد ہو سکتا تھا لیکن امریکہ نے مداخلت کا جھوٹا وعدہ کر کے ایوب خان کو حملہ سے روک دیا اور یہ موقع ضائع ہو گیا۔

۱۹۶۳ء امریکہ کے کہنے پر شیخ عبداللہ کو رہا کر کے پاکستان کے دورے پر بھیجا گیا۔ اس دورہ میں شیخ عبداللہ نے کنفیڈریشن کی تجویز بھی پیش کی جو پاکستان کو منظور نہ تھی۔ بہرحال مسئلہ کے حل کے لیے مذاکرات پر اتفاق ہو گیا۔

۶۳۔۶۲ء پاکستانی وزیرِ خارجہ ذوالفقار علی بھٹو اور بھارتی وزیر خارجہ سوَرن سنگھ کے درمیان مذاکرات کے کئی دور ہوئے جن میں بھارت نے کشمیر کی تقسیم کی تجویز بھی پیش کی۔ یہ تجویز کشمیریوں کے حق رائے دہی کی نفی تھی اس لیے پاکستان کو قبول نہ تھی۔

مئی ۶۴ء شیخ عبداللہ نے بیان دیا کہ تینوں فریقوں کی رضامندی کے بغیر کوئی حل قابلِ عمل نہیں ہوگا۔

نہرو کی موت اسی دوران پنڈت نہرو کی یکا یک موت واقع ہو گئی جس سے

مذاکرات کا تسلسل ٹوٹ گیا۔

شاستری — پنڈت نہرو کے جانشین لال بہادر شاستری ایک دبی ہوئی شخصیت تھے جو انتہا پسندوں کے نرغے میں آ گئے اور اٹوٹ انگ کی رٹ لگانا شروع کر دی۔

۶۴ ـ ۶۵ — شاستری جی فوج کے سامنے بے بس نظر آئے اور یکے بعد دیگرے تین آئینی ترامیم کر ڈالیں جن سے

۱۔ کشمیر کو متنازعہ علاقہ کی بجائے دوسری ریاستوں جیسا سٹیٹس دے دیا گیا۔

۲۔ کشمیر کو مرکزی اسمبلی میں ۴ نشستیں دی گئیں اور

۳۔ دلی حکومت کو کشمیر کا سربراہِ حکومت نامزد کرنے کا اختیار دے دیا گیا

ان یکطرفہ آئینی اقدامات کے بعد کشمیریوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور وہ مایوس ہو گئے۔

۱۹۶۴ء — اسی دوران حضرت بل درگاہ سے موئے مبارک کی گمشدگی سامنے آئی جس پر مقبوضہ کشمیر میں شدید ہنگامے شروع ہو گئے۔

اگست ۶۴ء — ہمارے قبائلی مجاہدین کشمیریوں کی مدد کے لیے مقبوضہ علاقوں میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔

رن آف کچھ — ۲۶ اپریل ۶۵ کو رن آف کچھ کے متنازعہ علاقے میں جنگ شروع ہو گئی جو برطانوی وزیر اعظم کی مداخلت سے ۳۰ جون کو بند ہوئی۔ اور آٹھ سو مربع میل علاقہ پاکستان میں شامل ہو گیا جو اب تک شامل ہے۔

جولائی اگست ۶۵ء — مقبوضہ کشمیر میں جہاد میں تیزی آنے پر ہماری وزارت خارجہ نے ان کی امداد کے لیے سادہ کپڑوں میں تربیت یافتہ فوجی بھجوانے کی تجویز دی۔ ہمارے صدر جنرل محمد ایوب خان نے خطرات کا امکان ظاہر کیا تو وزارتِ خارجہ نے یقین دہانی کرا دی کہ بھارت

بارڈر کراس نہیں کرے گا۔ اس پر صدرِ مملکت نے اجازت دے دی اور جنرل اختر ملک کی زیرِ نگرانی ''اپریشن جبرالٹر'' کے نام سے مجاہدین کی عملی مدد شروع ہوئی۔ اس پر بھارتی وزیر اعظم شاستری نے دھمکی دے دی کہ وہ اب اپنی مرضی کا محاذ کھولیں گے۔

کمانڈ کی تبدیلی

عین جب جنرل اختر ملک اکھنور کے مقام سے جموں کا راستہ کاٹ دینے کی تیاری کر چکے تھے تو ان کی جگہ جنرل یحییٰ خان کا تقرر کر دیا گیا۔ کمانڈ کی یہ تبدیلی حیران کن ہی نہیں بلکہ فتح کشمیر کے منصوبہ کے لئے تباہ کن بھی ثابت ہوئی۔ جنرل موسیٰ کے اس فیصلہ کی مصلحت آج تک سمجھ نہیں آئی۔ یحییٰ خان ایک اچھے منتظم تو تھے لیکن میدان جنگ میں اچھے کمانڈر نہ ۱۹۶۵ میں ثابت ہوئے اور نہ ۱۹۷۱ میں۔

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء

ہماری وزارتِ خارجہ کا اندازہ غلط ثابت ہوا اور بھارتی افواج نے

بھارتی حملہ اور ہمارا دفاع

۶ ستمبر ۱۹۶۵ کو سوا تین بجے صبح لاہور پر حملہ کر دیا جسے بی آر بی نہر پر روک دیا گیا۔ افواج پاکستان کے ہر افسر اور سپاہی نے شجاعت کے ایسے اعلیٰ نمونے پیش کیے جن کی دشمن نے بھی تعریف کی۔ مثلاً میجر عزیز بھٹی شہید نے اپنی جان پر کھیل کر دشمن کے لاہور میں داخل ہونے کے عزائم خاک میں ملا دئے جس پر انہیں نشانِ حیدر عطا ہوا۔

امریکی بدعہدی

ہم امریکی بلاک میں شامل تھے اور ہمارا سارا اسلحہ اور گولہ بارود امریکی تھا جبکہ بھارت کے پاس امریکی کے علاوہ روسی اسلحہ بھی موجود تھا۔ حملہ ناگہانی اور شدید تھا۔ مقابلہ کرتے کرتے اسلحہ اور فاضل پرزوں کی ضرورت پیدا ہوئی جو امریکہ نے پوری کرنے سے انکار کر دیا۔ چین نے در پردہ ہماری قابل قدر امداد کی۔

دورۂ چین

جنگ کے تیرھویں دن صدر ایوب خان نے غیر مشروط حمایت پر چینی

۱۹ ستمبر ۱۹۶۵ دورانِ جنگ

دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھا اور ۱۹ ستمبر کو بیجنگ جا کر ۲۰ ستمبر کو واپس آئے۔ یہ دورہ نہایت خفیہ تھا اور وزیر خارجہ بھٹو ان کے ہمراہ تھے۔ اس ملاقات میں چینی وزیر اعظم چو این لائی اور مارشل چن ژی نے طویل چھاپہ مار جنگ جاری رکھنے کی رائے دی اور اس میں اپنی بھرپور امداد کا یقین دلایا لیکن صدر ایوب خان کشمیر میں بھارتی فوجوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور پاک بھارت جغرافیائی حالات کے پیش نظر اس بات سے متفق نہ ہوئے۔ نوجوان اور جذباتی بھٹو نے اسے صدر ایوب کی کمزوری سمجھا۔

۲۲ ستمبر ۶۵ء

اقوامِ متحدہ کے دباؤ پر بھارتی وزیرِ اعظم نے اپنے کمانڈر اِن چیف جنرل چوہدری سے مشورہ کر کے فوری جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔ ممکن ہے یک طرفہ جنگ بندی کا اعلان اس دورۂ چین کے بعد چین کے جنگ میں کود پڑنے کے خدشہ کے پیش نظر کیا گیا ہو۔

۲۳ ستمبر ۶۵ء

حملہ بھارت نے کیا تھا۔ جب اسی نے یکطرفہ جنگ بندی کا اعلان جنگ بندی کر دیا تو پاکستان کی طرف سے بھی جنگ بندی کی قبولیت کا اعلان کر دیا گیا۔ جنگ بندی میں کینیڈا کے وزیر اعظم، مصر کے صدر ناصر اور یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو کی مساعی بھی شامل تھیں۔

روسی ثالثی

اس جنگ بندی میں روس کی طرف سے ثالثی کی پیشکش کا بھی دخل تھا۔ چنانچہ جنگ بندی کے کچھ عرصہ بعد روسی وزیر اعظم نے پاکستانی صدر محمد ایوب خان اور اور بھارتی وزیر اعظم لال بہادر شاستری کو ازبکستان کے مشہور تاریخی شہر تاشقند میں ملاقات اور مذاکرات کی دعوت دی جو دونوں طرف سے قبول کر لی گئی۔

۱۰ جنوری ۶۶ء ''معاہدۂ تاشقند''

سوویت یونین کی میزبانی میں ہونے والے ان طویل مذاکرات میں کئی مسائل پیدا ہو گئے۔ بھارتی وزیراعظم نے نہایت بے لچک مؤقف اپنایا جس کی وجہ سے مذاکرات کی کامیابی ۸ جنوری کی شام تک مشکل دکھائی دے رہی تھی لیکن روسی وزیراعظم الیکسی کوسیجن کی مخلصانہ کوشش سے بالآخر ''معاہدۂ تاشقند'' پر دستخط ہو گئے جس سے

1۔ کشمیر اقوامِ متحدہ کے ایجنڈا سے نکل کر دوطرفہ معاملہ قرار پا گیا

2۔ اور دونوں فوجیں 6 اگست ۶۵ والی پوزیشن پر واپس چلی گئیں۔

شاستری کی وفات

لال بہادر شاستری کو مذاکرات کے بوجھ اور اعلان تاشقند میں مرضی کے الفاظ شامل نہ ہونے سے دستخط ہونے کے بعد تاشقند ہی میں دل کا دورہ پڑا اور وہیں انتقال کر گئے۔ ان کی لاش بھارت واپس پہنچی۔

ذوالفقار علی بھٹو

جنگ بندی کے بعد ہمارے ملک میں ایک نیا بحران پیدا ہو گیا۔

ہمارے وزیر خارجہ نے صدر ایوب پر تاشقند میں کمزوری دکھانے کا

الزام لگا دیا جس پر انہیں وزارت سے برطرف کر دیا گیا۔ برطرفی کے بعد بھٹو نے پاکستان پیپلز پارٹی کے نام سے نئی سیاسی پارٹی بنا کر صدر ایوب خان کے خلاف ملک بھر میں تحریک شروع کر دی۔

مجیب کے ۶ نکات

جنگ ۶۵ کے بعد صدر کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام سیاسی پارٹیوں نے ایک نیشنل کانفرنس منعقد کی تاکہ صدر ایوب خان کو ہٹا کر مخالف سیاسی جماعتوں کی حکومت قائم کی جائے۔ اس کانفرنس میں مشرقی پاکستان کے لیڈر شیخ مجیب الرحمان نے یہ کہتے ہوئے اپنے ۶ نکات پر مبنی مطالبات پیش کر دیے کہ ''میری عرض داشت کا مقصد پاکستان کے دونوں حصوں کو ایک ہی سیاسی وحدت کے طور پر برقرار رکھنے کی سنجیدہ کوشش ہے''۔

لیکن ملک کے سینیئر ترین سیاستدان جن میں مولانا مودودی،

چوہدری محمد علی، نوابزادہ نصر اللہ خان، یحیٰ بختیار، جنرل اعظم خان اور مولوی فرید احمد جیسے تجربہ کار لوگ شامل تھے، متفقہ طور پر اس نتیجہ پر پہنچے کہ ان مطالبات کو ایجنڈا میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ اس پر شیخ مجیب کانفرنس کا بائیکاٹ کر کے ڈھاکہ واپس چلے گئے۔ ٦ نکات زیر غور نہ لانے پر شیخ مجیب ناراض ہو کر کانفرنس سے واپس ڈھاکہ چلے گئے۔ ان نکات کے ناجائز ہونے کا اندازہ مولانا مودودی کے ڈھاکا میں ایک اجتماع سے خطاب کے الفاظ سے ہوسکتا ہے کہ "ان تجاویز پر عمل درآمد سے ملک تقسیم ہو جائے گا۔ ہم ایسی صوبائی خودمختاری کے حامی ہیں جس سے ملک کی سالمیت پر آنچ نہ آئے"۔

٢٥ مارچ ١٩٦٩ — یحیٰ خان

بھٹو کی تحریک سے ٦٠ سالہ صدر پر اعصابی دباؤ بڑھ گیا۔ وہ جنگ کے بوجھ سے پہلے ہی کمزور ہو چکے تھے۔ ملک بھر میں جلوسوں میں گالیاں پڑنے پر وہ اور بھی دل برداشتہ ہو گئے۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر کمانڈر اِن چیف جنرل یحیٰ خان نے ان سے استعفیٰ لے کر اقتدار پر بطور صدر اور چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر قبضہ کر لیا۔

وفات ایوب خان

صدر ایوب خان بغاوت کے بعد اپنے ذاتی گھر میں منتقل ہو گئے لیکن جنگ اور بغاوت کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اور پانچ سال بعد ٦٧ سال کی عمر میں وہ بھی دل کے عارضہ سے انتقال کر گئے۔ اس طرح جنگ ٦٥ نے دونوں ممالک کے سربراہوں کی جان لے لی۔

سقوطِ ڈھاکہ ١٩٧١ء

جنگ ستمبر کا سب سے بڑا نقصان سقوطِ ڈھاکہ کی شکل میں ہوا۔ اگرچہ یہ سانحہ جنگ ٦٥ کے ٦ سال بعد ہوا لیکن یہ اس بداعتمادی کا نتیجہ تھا جو نہرو کی وفات، ایوب خان کی علحدگی، اور بھٹو وسوَرن سنگھ مذاکرات کی ناکامی سے پیدا ہو چکی تھی۔ مشرقی پاکستان میں قومی زبان اور ون یونٹ کے مسئلہ پر بے چینی تو پہلے سے موجود تھی، جنگ

حاصل مطالعہ جنگ ستمبر

کے بعد سیماب صفت جذباتی سیاست دان مجیب الرحمان نے مغربی پاکستان کے 'غلبہ' کے خلاف نفرت انگیز مہم شروع کر دی۔ الیکشن کے نتیجہ میں مجیب کی پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہو گئی لیکن بھٹو نے جس کی پارٹی کو صرف مغربی پاکستان میں زیادہ سیٹیں ملی تھیں، مجیب کی مرکزی حکومت بننا قبول نہ کیا۔ یہ مؤقف غلط تھا اور اس پر مشرقی پاکستان میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ جماعت اسلامی کی تنظیم البدر نے حتی الوسع مقابلہ کیا لیکن بھارت نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور وہاں مکتی باہنی کے نام سے مسلح تنظیم بنا کر انہیں مسلح کر دیا۔ بغاوت کو کچلنے کے لیے فوجی اقدام کیا گیا تو بنگلہ دیش کی 'تحریک آزادی کی حمایت' کے نام پر اپنی فوج وہاں داخل کر دی اور اپنی فضا میں سے پاکستان کے جہازوں کی پروازیں بند کر دیں۔ ہماری مختصر فوج کو مغربی پاکستان سے مناسب کمک نہ پہنچ سکی اور ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ کو ہتھیار ڈالنا پڑ گئے۔

اس طرح کشمیر تو آزاد نہ کروا سکے، الٹا آدھا ملک ہاتھ سے گیا اور بھارتی وزیراعظم نے اپنی جارحیت تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہم نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ایٹمی صلاحیت

اسی صدمہ سے نڈھال ہمارے سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ہالینڈ سے آ کر وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی اور ایٹم بم بنانے کا آغاز کیا۔ الحمدللہ آج ہمارا دفاع مضبوط ہے۔

حال ہی میں متعصب بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے پھر مشرقی پاکستان کو ہم سے علیحدہ کرنے کا سہرا اپنے سر باندھا اور ہمارے زخموں پر نمک چھڑکا ہے اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر سال

یوم دفاع پورے جذبہ سے منایا جائے تاکہ نوجوان نسل کو یہ چھپن سال پرانا صدمہ یاد رہے اور اپنے ملک کو مضبوط بنانے کا ارادہ پختہ ہو جائے۔

نسلِ نَو کو خبر نہ ہو شاید　　وقت دیکھا ہے کیا کٹھن ہم نے
یوں ہی سورج نہیں بنی یہ زمیں　　جمع کی ہے کرن کرن ہم نے۔

محمد بشیر ہرل۔

(یہ مقالہ پاسبان ویلفیئر گروپ اور روٹری کلب فیصل آباد جنوبی کے مشترکہ اجلاس بعنوان یوم دفاع ۲۰۲۱ میں 6 ستمبر ۲۰۲۱ کو پڑھا گیا)